نگاہِ اولیں

حج بیت اللہ اور امت اسلامیہ

مدیر التحریر

اسلام دین فطرت ہے، جس کے احکامات میں ہر سطح پر انسانوں کو ایک دوسرے سے مربوط کرنے اور اشتراک عمل کے زرین مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ ان مواقع میں سے سب سے بڑا موقع حج بیت اللہ شریف ہے۔ یہ عبادت حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد سے لگاتار جاری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ۹ ھ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحجاج مقرر فرما کر اس اہم عبادت کو زمانہ جاہلیت میں واقع ہونے والی بدعات وخرافات سے پاک کر دیا۔ اور ۱۰ ھ میں رسول اکرم ﷺ نے خود حج کی امامت فرما کر اہل اسلام کو ''**خذوا عني مناسككم**'' کا معلمانہ پیغام دے دیا۔ یہ عظیم عبادت دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے۔

فوائدِ حج وعمرہ:

اللہ کے رسول ﷺ نے حج وعمرہ کو گناہوں کی مغفرت کے علاوہ فقر وفاقہ کے سد باب کا بھی ذریعہ قرار دیا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: ''**تابِعُوا بين الحجّ والعمرةِ ، فإنّهما ينفِيان الفقرَ والذنوبَ كما يَنفي الكيرُ خبثَ الحديدِ**'' [ابن ماجه ۲۸۸۷، أحمد ۱٦۷، الترمذي ۸۱۰ وقال حسن صحيح النسائي ۲٦۳۰ وصححه الألباني والأرنؤط] ''بار بار حج اور عمرہ کیا کرو، بیشک یہ دونوں عبادات فقر وفاقہ اور گناہوں کو اس طرح دور کرتی ہیں، جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کرتی ہے۔''

ان دینی ودنیاوی برکتوں سے فیض یاب ہونے کے لیے شرعی لحاظ سے عقیدہ توحید میں پختگی، خلوصِ نیت، تقویٰ، اتباعِ سنت اور کسب حلال کی پابندی ضروری ہے۔ حج وعمرہ کا مبارک سفر کرنے والے خوش نصیبوں پر لازم ہے کہ اس موقع کو غنیمت جان کر یہ عظیم عبادت کتاب وسنت کے عین مطابق انجام دینے کا

خاص اہتمام کریں۔ اور اس کو کسی قسم کے سیاسی و فرقہ وارانہ مقاصد سے ملوث کرتے ہوئے اپنی زندگی کے ان زرین لمحات اور خرچ کردہ لاکھوں روپے کی رقم کو ضائع ہونے نہ دیں۔

حج و عمرہ کو عبادت الٰہی تک محدود رکھنے کی ضرورت

بعض حجاج و زائرین عبادتِ الٰہی کے ان زرین مواقع کو اپنے علاقائی، صوبائی، ملکی اور بین الاقوامی مسائل پر رائے عامہ کی ہمدردی حاصل کرنے اور انٹرنیشنل میڈیا پر اجاگر کرنے میں استعمال کرنے کے بڑے خواہشمند ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حج کے مبارک موسم میں دنیا جہاں کے تمام مسلم و غیر مسلم ممالک کے باشندے اکٹھے ہوتے ہیں۔ ان میں سے کوئی صاحب اقتدار ہوتا ہے، کوئی حزب اختلاف۔ کوئی متحرک سیاسی کارکن ہوتا ہے اور کوئی سیاست کے نام سے ہی متنفر۔ کوئی کسی مسلم ملک کی اکثریتی آبادی کا نمائندہ ہوتا ہے اور کوئی کسی کافر ملک کی اقلیتی آبادی کا ترجمان۔ ہر انسان کی ترجیحات اور مادی مفادات ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ ہر ملک کے باشندوں کا اپنا اپنا نکتہ نظر ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں کسی بھی شخص کے لیے تمام لوگوں کو اپنی بات کا قائل کرنا بالکل ناممکن ہوتا ہے۔

یقیناً امت اسلامیہ کے بعض مسائل مثلاً ''آزادی فلسطین'' پر کسی بھی مسلمان کی رائے مختلف نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس ایشو پر اٹھائے جانے والے اقدامات کے سودمند ہونے یا نہ ہونے پر اختلاف ہوسکتا ہے، اور زمینی حقائق جاننے والے بہت سے لوگ اس طریقے کی افادیت کے قائل نہیں۔

حجاج و معتمرین کا نصب العین

اس کے برعکس دینی مفاد اور مقصد تمام حجاج کرام و زائرین مسجد الحرام کا ایک ہی ہوتا ہے۔ یعنی اس عبادتِ الٰہی کو احسن طریقے سے انجام دے کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کو معاف کرانا، اس کے ذریعے اللہ عزوجل کے جیل خانہ دوزخ سے نجات پانا اور اس کے نعمت خانہ جنت کا حقدار بن جانا۔ بس حج و عمرہ کے سفر کو تمام عازمین حج و عمرہ کے اسی مشترکہ نصب العین تک محدود رکھنا ہر ایک پر لازم ہے۔

جو لوگ اس روح پرور اجتماع کے موقع کو اپنے قومی و بین الاقوامی مسائل چہار دانگ عالم میں پھیلانے کا ذریعہ بنانے کے بڑے خواہش مند ہوتے ہیں؛ ممکن ہے اس قسم کے اکثر لوگوں کی ذہنیت کے

پیچھے اپنے درپیش مسائل کو حل کرنے کا مخلصانہ جذبہ کارفرما ہو، لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایسے ایشو پر آواز اٹھانے کے شوقین لوگوں میں سے بعض کا مقصد محض افراتفری پھیلا کر اور حجاج کرام کو پریشان کر کے سعودی عرب کی حکومت کے لیے انتظامی مشکلات پیدا کرنا بھی ہوسکتا ہے۔ قرآن مجید، حدیث شریف اور سلف صالحینؒ سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے سعودی قانون میں کسی بھی ایشو پر جلسہ جلوس اور نعرہ بازی کی اجازت نہیں ہے۔ اور حج کے موقع پر یہی قانون اہل اسلام کی عبادت وریاضت کی امنگوں کے زیادہ موافق بھی ہے۔ سب کو اس قانون کی مکمل پابندی کرنا چاہیے، تاکہ ایک فتنہ باز کے ہاتھوں اپنے کسی مسئلے کو نمایاں کرنے کی جدوجہد دوسرے مسلمان بھائیوں کی عبادت میں خلل اندازی کا سبب نہ بنے۔

حجاج کرام کو احساس کرنا چاہیے کہ کتنے ہی مسلمان بھائی اپنی خون پسینے کی کمائی کو جسم وجان اور اہل وعیال کے معیارِ زندگی کی قربانی دے کر بچاتے ہیں، بلکہ بعض ضروریات کو بھی نظرانداز کر کے کس قدر شوق وذوق سے اللہ پاک کے گھر حاضری کی سعادت لینے کے مخلصانہ جذبات سے سرشار ہو کر وہاں پہنچتے ہیں۔

امن وامان اور اخلاق حسنہ

مقدس مقاماتِ حج وعمرہ اور موسم حج کا ایک بڑا فائدہ ''امن وامان'' ہے، جس کی خاطر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خصوصی دعا فرمائی تھی: ﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ﴾ حضرت خلیل الرحمٰن علیہ السلام نے اپنی مقبول بارگاہِ الٰہی دعا میں امن وامان کا تقاضا پہلے کیا اور معاشی استحکام کا مطالبہ بعد میں؛ کیونکہ امن وامان کا حصول جہاں عباداتِ الٰہیہ کے لیے اہمیت کا حامل ہے، اسی طرح معیشت کے لیے بھی نہایت ضروری ہے۔ اس نعمت الٰہیہ کی برکت سے قریش کو ﴿رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ﴾ کے ذریعے تجارت کر کے معیشت سنوارنے کا موقع میسر تھا اور دورِ جاہلیت کے لوگوں کو حج وعمرہ کے لیے پرامن سفر کرنے کی سہولت حاصل ہوتی تھی۔

حقوق انسانی کا عالمی منشور

اللہ کے آخری رسول ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں حقوقِ انسانی کا عالمی منشور پیش فرماتے ہوئے اشہرالحج، اشہرالحرم اور حدودِ حرم کے احترام کی تاکیدی یاددہانی کے ساتھ اس امن وامان اور احترام

انسانیت کو سارے زمان و مکان پر محیط فرما دیا: ''فإنَّ دمآءَ کم وأموالَکم وأعراضَکم بینَکم حرامٌ کحُرمةِ یومِکم هٰذا في شهرِکم هٰذا في بلدِکم هٰذا. لِیُبَلِّغِ الشّاهِدُ منکم الغائبَ، فإنّ الشاهدَ عسیٰ أن یبلّغه مَن هو أوعیٰ له منه.'' [صحیح البخاري ح:٦٧] ''یقیناً تم سب کا خون، تمہارے مال، تمہاری عزتیں تمہارے آپس میں اسی طرح حرام ہیں، جس طرح تمہارا یہ دن (یوم عرفہ) تمہارے اس مہینے (ذوالحجہ) میں تمہارے اس شہر (مکہ مکرمہ) میں حرمت والا ہے۔ یہ (عالمگیر پیغام امن) تم میں سے حاضر لوگ غائب لوگوں تک پہنچا دیں۔ یقیناً حاضر لوگ جنہیں یہ پیغام نبوت پہنچا دیں، وہ اس کو خود پہنچانے والوں سے بڑھ کر سمجھنے (اور پاسداری کرنے) والے بھی ہو سکتے ہیں۔''

آج دنیا میں لوگوں کی بدکرداری کی وجہ سے ہر جگہ فتنہ وفساد برپا ہے۔ کچھ مجرم لوگ یہ بدمعاشیاں زیادہ سے زیادہ دولت کمانے اور عیاشی کے وسائل سمیٹنے کے لیے کرتے ہیں۔ اس سے کہیں بڑھ کر زیادہ تباہ کن اور خطرناک وہ لوگ ہیں، جو قرآن وسنت سے استدلال میں لغزش کھا کر یا زمینی حقائق سے غفلت کے نتیجے میں امنِ عالم کو برباد کرنے کو 'جہاد فی سبیل اللہ' کا نام دیتے ہیں۔

حجاج کرام کی ذمہ داریاں

حج بیت اللہ اہل اسلام کو اللہ کے رسول ﷺ کا وہ تاریخ ساز خطبہ یاد دلاتا ہے، جس میں آپ ﷺ نے ہر شخص کے جان، مال اور عزت وآبرو کی حفاظت تمام امت پر اجتماعی فریضہ قرار دیا تھا۔ لہٰذا حج وعمرہ کی سعادت پانے والے ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان مقدس مقامات پر جہاں اپنے دنیاوی فوائد اور اخروی نجات کے لیے اخلاص سے دعائیں مانگتے ہیں، ساتھ ہی عالم اسلام اور عالم انسانیت کو درپیش مشکلات سے نجات کے لیے بھی گڑگڑا کر دعائیں مانگیں، ان میں سے خطرناک ترین مسئلہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کا فتنہ ہے۔

پھر حج وعمرہ کے دوران جس طرح حدودِ حرم، احکامِ احرام اور اشہر الحج کا احترام کرتے ہیں، واپسی پر اپنے اپنے ملکوں میں امن وآشتی اور رواداری کے قولاً وعملاً داعی بن کر بقیہ ساری زندگی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں۔ اور اپنے اعمال صالحہ کی حفاظت کے لیے حقوق الناس اور احترام آدمیت کا خیال رکھتے ہوئے احتیاط سے زندگی کے شب وروز گزاریں۔

تصویر کشی سے اجتناب ضروری ہے

عبادت میں اخلاص کی ضرورت واہمیت قرآن مجید، احادیث نبویہ اور اجماع امت سے اظہر من الشمس ہے۔ اس سے کسی بھی سمجھدار مسلمان کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔ لیکن انفارمیشن ٹیکنالوجی کا روز افزوں فتنہ شائقین کو زندگی کے کسی بھی لمحے اپنے دام تزویر سے چھٹکارا پانے نہیں دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے تصویر کشی سے بڑی سختی سے روکا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إِنَّ أَشَدَّ الناسِ عذابًا عِندَ اللهِ يومَ القيامةِ المصَوِّرُونَ" [صحیح البخاري ٥٦٠٧، مسلم ٩٨(٢١٠٩)]

"یقیناً قیامت کے دن اللہ کے ہاں سخت ترین عذاب پانے والے لوگ تصویریں بنانے والے ہوں گے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَن صَوَّرَ صُورةً عُذِّبَ يومَ القيامةِ حتى ينفخَ فيها الروحَ وليسَ بنافخٍ" [البخاري ٥٦١٨، ٦٦٣٥] "جو بھی تصویر بنائے گا اسے روزِ قیامت اس میں جان ڈالنے تک عذاب دیا جائے گا، اور وہ جان ڈالنے والا نہیں ہے۔"

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إِنَّ مِن أَشَدِّ الناسِ عذابًا يومَ القيامةِ الذين يُصَوِّرُونَ هٰذهِ الصُّوَرَ" [البخاري ٥٦١٠، مسلم ٩٢(٢١٠٧)]

"قیامت کے دن یہ تصویریں بنانے والے سخت ترین عذاب بھگتنے والوں میں شامل ہوں گے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تخرجُ عنقٌ من النارِ يومَ القيامةِ، لها عينانِ تبصرانِ وأذنانِ تسمعانِ ولسانٌ ينطقُ، تقولُ: إني وُكِّلتُ بثلاثةٍ بكلِّ جبارٍ عنيدٍ وبكل من دعا مع اللهِ إلٰها آخر وبالمُصَوِّرِيْنَ" [مسند أحمد ٨٤١٠، جامع الترمذي ٢٥٧٤ وقال: حسن صحيح غريب، وصححه الألباني الصحيحة ٢٦٩٩] "قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکلے گی، جس کی دیکھنے والی دو آنکھیں، سننے والے دو کان اور بولنے والی زبان ہوگی، وہ اعلان کرے گی: مجھے تین قسم کے مجرموں پر مسلط کیا گیا ہے: ہر سرکش ظالم پر، اللہ کے ساتھ کسی اور کو مدد کے لیے پکارنے والے پر اور تصویر کشی کرنے والوں پر۔"

پچھلے سال حج کے دوران راقم کو اس فتنے کی شدت کا ہر مقام پر مشاہدہ ہوا۔ ان لوگوں کو "عازمین

حج'' کے بجائے ''شائقین ریاکاری'' قرار دینا چاہیے جو طوافِ کعبہ، رکن یمانی، حجر اسود، حطیم کعبہ، ملتزم اور مقام ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پر بھی اتنے رش کے باوجود فوٹوگرافی کے شوق کو اولیت دیتے رہتے ہیں۔

حدودِ حرم میں گناہ کی شدت

فوٹوگرافی کے شوقین لوگ مسجد الحرام میں جس قدر خطرناک گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، غالباً بیچاروں کو اس کی سنگینی کا احساس نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جس چیز کو حرام قرار دیا، جس پر روز قیامت شدید ترین عذاب کی وعید سنائی، جس گناہ پر لعنت فرمائی' اس کا ارتکاب کسی بھی جگہ انتہائی حرام ہے۔ پھر حدودِ حرم میں گناہ کا ارتکاب کرنا تو درکنار، اس میں گناہ کا صرف ''ارادہ کرنا'' بھی موجب عذابِ الٰہی ہے:

﴿وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝﴾ [الحج ٢٥] ''اور جو کوئی اس (حرم) میں الحاد ولادینی کے ساتھ ظلم کا ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب میں مبتلا کریں گے۔''

حرمت مدینہ شریف

بہت سے لوگوں کو علم نہیں ہے کہ مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ شریف بھی ''حرم'' ہے۔ اور حدودِ حرم میں بدعت یا گناہ کے ارتکاب کی سزا نہایت شدید ہے۔ فرمان نبوی ہے: ''المدينةُ حرمٌ ما بين عائرٍ إلى كذا، مَن أحدثَ فيها حَدَثًا أو آوىٰ مُحدِثًا فعليهِ لعنةُ الله والملائكةِ والناسِ أجمعينَ، لا يُقبَلُ منهُ يومَ القيامةِ صرفٌ ولا عدلٌ''[البخاري ١٨٧٠، ١٣٧٢، ٧٣٠٠، مسلم ٤٦٧ (١٣٧٠) عن علي رضی اللہ عنہ] ''مدینہ شریف کوہ عائر (عیر) سے وہاں تک حرم ہے، جو کوئی اس حدودِ حرم میں کوئی بدعت یا جرم کرے یا کسی بدعتی یا مجرم کو پناہ دے، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی طرف سے لعنت ہے۔ روزِ قیامت اس سے کوئی فرض ونفل عبادت یا بدلہ وفدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔''

اس فتنے کا دوسرا خطرناک پہلو یہ ہے کہ بعض سکالر ٹائپ علمائے دین اور مفتیانِ شرع متین کیمرے کی تصویر پر جواز کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ اللہ جانے یہ ان بیچاروں کی سادہ لوحی کا مظہر ہے یا رنگین مزاجی کا نتیجہ!

بہر حال اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے حرمت کے دلائل کی روشنی میں اہل اسلام کو زندگی بھر عموماً اور دورانِ عبادت خصوصاً تصویر کشی سے باز رہنا چاہیے۔